كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

الحمد للہ کہ یہ گل تازہ شگفتہ باغ الم ثمر نورس گلشن غم مشکین ختامہ المسمیٰ بہ

اجل نامہ

تصنیف شاعر شیرین بیان سحبان زمان جناب شیخ فدا حسین خانصاحب

المتخلص بہ سعید خلف جناب لیاقت حسین خانصاحب بہادر علاقہ دار

دلبینہ وغیرہ تحصیل سیتاپور و شاگرد جناب ملک الشعراء مرحمت الدولہ

بہار الملک جناب سید محمد غضنفر علی خانصاحب بہادر صولت جنگ المتخلص

بہ حکیم خلف اکبر حضرت اسیر مغفور لکھنوی کہ جسے غم انتقال میں اپنی چچی صاحبہ

کے نظم فرمایا ہے

مطبع نامی گرامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں ننگ طبع سے آراستہ ہو کر گل سبد روزگار ہوا

بار دوم ماہ اگست سنہ ۱۹۰۱ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم
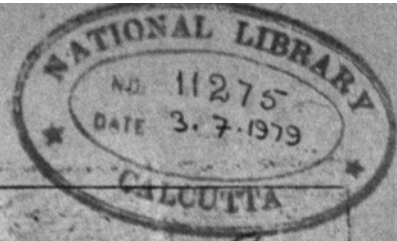
دنیا مین موت کا بھی عجب کارخانہ ہی
ہاتھون سے اسکے درہم وبرہم زمانہ ہی

جو ہی عدم کو اسکے سبب سے روانہ ہی
محفوظ آج تک کوئی اِس سے رہا نہ ہی

ویران نہین جو اِس سے وہ بستی نہین کوئی
اس سے زیادہ دشمن ہستی نہین کوئی

ضائع تمام عیش کے سامان کرتی ہی
اکدم مین گھر بھرے ہوے ویران کرتی ہی

آنکھون سے نور تن سے جدا جان کرتی ہی
لاکھون جماعتون کو پریشان کرتی ہی

سب بھاگتے ہین جس سے وہ مرد مصاف ہی
آئی جہان یہ بس وہین میدان صاف ہی

اِس سے کہین پناہ نہین پشت ہو کہ رُو — آسانی سے ہی قلعۂ آہن مین بھی گذر
سلطان ہو یا گدا ہو کسی سے نہین ڈرے — موقوف طفل پر ہی نہ برنا و پیر پر

اندازِ وضع مین وہ عدیم المثال ہی
سارے جہان سے ایک روش ایک چال ہی

آنے کی اُسکے کوئی معین نہین گھڑی — چھوٹا کسی طرح نہ وہ جسپر نظر پڑی
سب خوف جس سے چھوٹے بڑے ہین ہیبت ہی وہ بڑی — ہر وقت جان لینے پہ جان اُسکی ہی لڑی

رکھتی ہی یہ خوشی مین نہ رنج و ملال مین
قبضہ ہی شرق و غرب و جنوب و شمال مین

گھر جسنے سیکڑون کیے برباد یہ وہ ہی — دل شلو جس سے ہو گئے ناشاد یہ وہ ہی
جو بہرِ مرغ روح ہی صیاد یہ وہ ہی — غارت ہی جس سے گلشنِ ایجاد یہ وہ ہی

بادِ خزان کا حال سب اُسکا بھی حال ہی
باغِ حیات اِس سے ہر اک پائمال ہی

کانون سے آگے دور سماعت کو کرتی ہی
آنکھون سے دفع نور بصارت کو کرتی ہی
زائل زبان سے زور طلاقت کو کرتی ہی
معدوم سارے جسم سے طاقت کو کرتی ہی
جو منھ ہی اسکے سامنے ہیبت سے بند ہی
نفرت ہی اسکو غل سے خموشی پسند ہی

ہو کا مکان ہوا یہ گئی جس مکان مین
شک کیا ہو اسکے رتبے مین عزت مین شان مین
دھوم اسکی ہی زمین مین شور آسمان مین
زندے کو یہ بناتی ہی مردہ جہان مین
جو ہی وہ اسکی وجہ سے صاحب وقار ہی
ہر اک پیادہ چار کے کاندھے سوار ہی

سب کو یقین ہی اسکا کہ اک روز آئیگی
ملک عدم کی راہ ہر اک کو بتائیگی
صورت بگاڑنے کو یہ صورت دکھائیگی
کنج لحد مین تا بہ قیامت سلائیگی
ایسا یقین ہی شبہہ کا جسمین اثر نہین
لیکن کسیکو وقت کی مطلق خبر نہین

بیٹے کے غم مین دیتی ہی دلکو پدر کے داغ

روشن ہو جس سے گھر یہ بجھاتی ہی وہ چراغ

ماں باپ کے الم سے پسر کو کہاں فراغ

بیٹے کے غم مین ماں کا ہی بگڑا ہوا دماغ

دیتی ہی وصل پر یہ تفوق جدائی کو

فرقت مین بھائی کے یہ رولاتی ہی بھائی کو

اکدن ہر آنکھ اسکے سبب سے ہی اشکبار

غم کو قرار اس سے ہی اور عیش کو فرار

گل کو یہ خشک کر کے بناتی ہی مثل خار

کرتی ہی خار کو یہ خس دیدہ ہزار

بدلی غم و الم کی خدا کی قسم ہی یہ

دنیا مین وجہ بارش باران غم ہی یہ

پامال باغ راحت انسان اسی سے ہی

بیکار سب کے عیش کا سامان اسی سے ہی

سنبل بہت چمن مین پریشان اسی سے ہی

پژمردگی ہر گل خندان اسی سے ہی

لالے ہی مین نہین ہین نشان صرف داغ کے

شبنم بھی روتی پھرتی ہی گوشون مین باغ کے

آینگی اسکے کیا ہو کسی شخص کو خبر — پڑتا نہین نشان قدم کا زمین پر
اُڑتی نہین ہی گرد کہ آجاے کچھ نظر — آواز کا بھی پاؤن کے مطلق نہین اثر

کام اسکے قافلے مین نہین کچھ جرس کا ہی
انداز صاف آمد و رفتِ نفس کا ہی

یوسف سے بڑھکے کب تھا جہان مین کوئی حسین — خورشید و ماہ سے تھی سوا نور مین جبین
مدّاح اُنکے حُسن کا خود عالمِ آفرین — پنہان ہوے وہ اِسکے سبب سے تہ زمین

غائب جب ایسی صورتِ مرغوب ہو گئی
چشمِ زمانہ دیدۂ یعقوب ہو گئی

کھلتے ہین پھول آتی ہی عالم مین جب بہار — بے برگیِ شجر کا خزان پر ہی انحصار
برسات پر ہی بارشِ باران کا کُل مدار — میزان مین آئے مہر تو سرما کا ہو شمار

ہر چیز کا جہان مین ہی آشکار وقت
معلوم اک اِسی کا نہین زینہار وقت

مضطرب ہین اسکے خوف سے دریا مین مچھلیان
دیکھو قرار ایک جگہ اُنکو ہی کہان
صحرا مین آہوونکی بھی وحشت نہین نہان
اِسوقت وہ یہان ہین تو اُسوقت ہین وہان
ہر ایک کو ہی فکر پڑی اپنی جان کی
ہی بحر و بر مین سبکو پڑی اپنی جان کی

کب تک کوئی خیال مین اسکو نہ لائیگا
جان اپنی کوئی کب تلک اس سے بچائیگا
اس سے نجات کوئی جہان مین نہ پائیگا
آیا ہی آج دام مین یہ کل وہ آئیگا
پھنس جائینگے بدون کیطرح جلد نیک بھی
چھوڑیگا باغ دہر مین طائر نہ ایک بھی

دُکھتا ہی پاؤن اور کبھی ہوتا ہی درد سر
ہی مبتلائے درد کبھی دل کبھی جگر
معدے کے ضعف سے کبھی حیران ہی بشر
پیچش سے پیچ و تاب کبھی وہ کہ الحذر
اسہال ہی بخار ہی چیچک کے دانے ہین
سب اسکے آنیکے یہ جہان مین بہانے ہین

ٹلتی نہین دوا و دعا کے اثر سے یہ — آتی ہی پاس حکم قضا و قدر سے یہ
رکھتی ہی خاک سے نہ غرض سیم و زر سے یہ — شاہ و گدا کو دیکھتی ہی اک نظر سے یہ
گو ہر لیٹین تو دیر ذرا فوت مین نہین
کار مسیح کچھ مرض الموت مین نہین

یہ ہی وہ تیغ زخم کے جسکی نہین امان — جسکا نہ گھاؤ ہو کبھی اچھا ہی وہ سنان
وہ تیر ہی جو قد کو کرے صورت کمان — خنجر وہ ہی جو حلق پہ ہو جان کے روان
بندوق وہ کہ جسکا نشانہ جہان ہی
ہی توپ وہ کہ جسکا دھوان آسمان ہی

کرتی ہی یہ عدم کا مسافر ہر ایک کو — دے دیتی ہی یہ خلعت آخر ہر ایک کو
دلوا کے غسل کرتی ہی طاہر ہر ایک کو — رکھنا پڑے قدم پہ نہ کیون سر ہر ایک کو
گو سرکشی ہی طینت انسان کا خاصّہ
پر سر جھکائے ہی یہی احسان کا خاصّہ

آنسو بہا کے کرتی ہے انسان کی چشم تر — خشکی کو کرتی ہے دہن ولب سے جلوہ گر

چھت کی طرف سے ٹلنے نہین دیتی ہے نظر — کردیتی ہے محال یہ جنبش اِدھر اُدھر

طرفہ سزا ے زشتیِ اعمال دیتی ہی

بس ہاتھ پانون باندھکے یہ ڈال دیتی ہی

باطن مین عین لطف ہی ظاہر مین ہی غضب — رحمت فہیم کہتے ہین نادان قہر رب

کچھ لوگ راحت اِسکو سمجھتے ہین کچھ تعب — اِس باب مین نزاع کا ہی کفر و دین سبب

دنیا جنان ہی جنکو وہ جنت سمجھتے ہین

زندان ہی جنکو وہ اِسے رحمت سمجھتے ہین

الدنیا سجن المومن و جنة الکافر ۱۲

بے اِسکے کوئی باغ جنان مین نہ جائیگا — جبتک نہ غم سہے گا نہ آرام پائیگا

بے رنج غوطہ ہاتھ مین گوہر نہ آئیگا — نقصان اُٹھا کے فائدہ انسان اُٹھائیگا

اسکو بُرا جو سمجھے بڑا اجنبی ہے وہ

جو رنج ہے خوشی کا ذریعہ خوشی ہے وہ

دو قسمین اسکی ہین نہین کچھ اسمین اشتباہ
مبرم ہی ایک ایک معلق خدا گواہ

مُبرم وہ ہی نہ ٹلنے کی پیدا ہو جسمین راہ
ٹلجاے جو ہی نام معلق اسی کا واہ

اہل یقین کے کان مین یہ صدق کہ گیا
اُسکا ہی حصہ وہ جو کوئی اس سے رہ گیا

طالب نہین ہین جسکے وہ مطلوب ہی یہی
عنقا ہین جسکے دوست وہ محبوب ہی یہی

نفرت ہی جس سے دلکو وہ مرغوب ہی یہی
سب زشت جسکو کہتے ہین وہ خوب ہی یہی

کم اہل حق ہین شاد کا یان حکم کم پہ ہی
اُنکی نظر سے اسپہ نظر فرض ہمپہ ہی

آنے سے اسکے جاتی ہی کیا صرف جان زار
کرتا ہی غیر جسم کے احوال کو فشار

ظلمت ہی قبر کی کہ ہی گھیرے سیاہ مار
اعضا پہ اپنے آپ نہین اپنا اختیار

دو روز مین مٹاتی ہی سارا نشان زمین
کیڑے تو گوشت کھاتے ہین اور ہڈیان زمین

جبتک ہی زیست کچھ نہین کھُلتا ہی اسکا حال
ہر ایک کا علیحدہ اسمین ہی احتمال

اسکا ہی یہ خیال تو اُسکا ہی وہ خیال
راے درست یہ ہی کہ ہی حکم ذوالجلال

تا زیست ایک اسمین نہ ایواے ہونگے سب
مرنے کے بعد متفق الراے ہونگے سب

ہر زندہ کا ہی ہاتھ سے اسکے جگر وگار
ایذا دہی کو کم نہین داغ عزیز و یار

اپنا کہون مین حال کہ کیون ہون مین بیقرار
دیدہ کے مثل کب ہی شنیدہ کا اعتبار

اک آرزو نہ دل کی نکالی چلی گئین
دنیا سے میری پالنے والی چلی گئین

عفت مین گر کہون اُنھین مریم تو ہی بجا
صغراؑ کی تھین کنیز اثر تھا یہ نام کا

ہر دم نثار دختر پیغمبرؐ خدا
دل سے فدا حسینؑ پہ شیداے مجتبیٰؑ

وہ عابدہ نماز کوئی بے ادا نہین
وہ مومنہ کہ ایک بھی روزہ قضا نہین

لبریز اُنکی عمر کا جب جام ہوگیا
آئی اجل وبا کا فقط نام ہوگیا

زائل مراد لعیش آرام ہوگیا
وہ مر گئین تمام یہان کام ہوگیا

اسباب عیش فوت ہون جب اُنکی موت سے
بدتر ہین زندگی کو نہ کیون سمجھون موت سے

اللہ رکھے سر پہ سلامت ہین باپ مان
بعد خدا ہی اُنسے سوا کون مہربان

لیکن کمال سینہ مین ہوتا ہی دل تپان
جس وقت یاد آتی ہین وہ مہربانیان

بیجا بجا الٰہی کسے اب دکھائین ناز
مان باپ دونون مل کے نہ اتنا اُٹھائین ناز

اُنکی ثنا مین کیون نہ زبان ہو سعید لال
روتا ہی اُنکو کلک بھی لکھتا ہی جب وہ حال

کھائی ہوائے گلشن عالم پچاس سال
تاریخ مصرع ششمین ہی جو ہو خیال

جا بنت مصطفےٰ کے الٰہی قریب ہو
لبریز جام گلشن جنت نصیب ہو
۱۳۰۹ھ ہجری

تمام شد